دعوتِ عام

مکہ ہی میں اسلام کو ایک عالم گیر اور ابدی دین حق کی حیثیت سے پیش کیا گیا، لیکن عملاً اس کی دعوت سرزمین مکہ اور حجاز کے بعض علاقوں تک محدود رہی۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی دوسری قوموں سے خطاب کیا اور ان کے سربراہوں کو خطوط تحریر کیے، انہیں اسلام کی براہ راست دعوت دی اور اس سلسلے کے ضروری اقدامات کیے۔

معاشی خوش حالی

ہجرت کے بعد اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا تو دنیا نے دیکھا کہ یہ معاشی لحاظ سے بھی خوش حال ریاست ہے۔جس دعوت کا آغاز انتہائی غربت وافلاس اور بے کسی کے عالم میں ہوا وہ ایک فلاحی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہے۔ قرآن مجید نے مکی اور مدنی دور کے اس فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَاذْكُرُوٓاْ إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (الانفال:۲٦)

اس وقت کو یاد کرو جب تم تعداد میں تھوڑے تھے، زمین (مکہ) میں دبے ہوئے اور مغلوب تھے، تمہیں ڈر لگا رہتا تھا کہ لوگ اچانک تمہیں اچک نہ لے جائیں۔ اس کے بعد اللہ نے تمہیں (مدینہ میں) جگہ دی، اپنی نصرت سے تقویت پہنچائی اور پاک چیزیں کھانے کے لیے عطا کیں، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

ہجرت کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں ملتی ہے۔ یہاں قرآن مجید سے اس کے اسباب ومحرکات اور نتائج کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں اسلام کی دعوت سے لے کر ہجرت تک ایک فطری ترتیب نظر آتی ہے۔ مکہ میں سخت مشکلات کے باوجود کارِ دعوت

جاری رہا۔قرآن نے بار بار کہا کہ اس کا بہتر انجام سامنے آئے گا،مخالفین اپنی کوششوں میں ناکام ہوں گے اور اسلام سربلند ہوگا۔اس کے لیے جو تدابیر اختیار کی جاسکتی تھیں، وہ اختیار کی گئیں۔ان ہی میں ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ بھی شامل ہے۔یہیں سے مخالفین کی ناکامی اور اسلام کی سربلندی کا آغاز ہوتا ہے۔اس سے بعض مستشرقین کے اس فاسد خیال کی تردید ہوتی ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت ایک داعی اور مصلح کی تھی اور مدینہ میں آپ ایک جنگ جو اور خوں خوار شخص کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔قرآن شروع ہی سے غلبۂ دین کا اعلان کرتا رہا ہے۔ہجرتِ مدینہ کے بعد اس کی راہ ہموار ہوئی اور اللہ کا دین عملاً غالب ہوا۔ ہجرتِ مدینہ اسلامی تاریخ میں ایک سنگ میل ہے، اسی لیے وہ اسلامی تاریخ کے لیے بنیاد قرار پائی۔

☆☆☆

اسلام اور مشکلاتِ حیات

از

مولانا سید جلال الدین عمری

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملّی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟ امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہئے؟ مرض اور مشکلاتِ حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟ مرض کی شدّت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جاسکتی ؟ یہ کتاب قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات فراہم کرتی ہے۔مؤثر اندازِ بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب

آفسیٹ کی حسین طباعت، خوب صورت سرورق، صفحات: ۴۸ قیمت ۲۵=/ روپے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵

مکی عہد میں تجارتی معاہدوں کی قریشی روایت

——— پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

قریشی تجارت کا سرنامہ بیت اللہ الحرام ہے۔ اسی سے ان کے سالانہ تجارتی سفروں اور دوسری سرگرمیوں کا تعلق جڑا ہوا ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ ایلاف کی اولین دو آیاتِ کریمہ میں قریش کی صرف تالیف کی خاطر سردی گرمی کے سفر کا ذکر اسے بہت ہی قدیم بتاتا ہے۔[۱] روایاتِ سیرت و تاریخ اور احادیث نبوی اور ان کی شروح سے قریشی تجارت کی متعدد جہات کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا ابھی تک جامع تجزیہ نہیں کیا گیا ہے۔ ان جہات میں مقامی، قومی، ملک گیر اور بین الاقوامی تجارت اور قریشی کاروباری سرگرمیوں کا ایک پیچیدہ مگر مربوط و منظم نظام شامل ہے۔ جنوبی عرب سے شمالی ساحلی پٹی سے گذر کر شام تک جانے والی شاہ راہِ تجارت کو بالعموم مغربی شاہ راہِ تجارت کہا جاتا ہے اور وہ معروف بھی ہے۔ مگر حبشہ کی سرزمین سے شروع ہونے والی شاہ راہِ تجارت، جو بحر قلزم کو پار کر کے وسطی عرب خاص کر نجد کے راستے ایران جانے والی شاہ راہ ہے، کم مشہور ہے۔ قریشی قومی تجارت کے اموال، ان کی منڈیوں، کاروانوں، ان کی ساخت و سامان اور متعدد دوسری چیزوں کا مطالعہ ابھی تک بہت کم کیا گیا ہے۔[۲]

مکی تجارتِ قریش ہو یا کسی دوسرے قبیلے اور علاقے کی کاروباری سرگرمی، سخت جغرافیائی حالات میں کسی اکیلے فرد و طبقہ کے بس میں نہ تھی، وہ باہمی تعاون، قبائلی اشتراک، تجارتی منڈیوں کے افراد و طبقات کی امداد اور مختلف علاقوں کے شیوخ و سلاطین کے 'اجازہ' کے محتاج تھے۔ اسی ناگزیر ضرورت نے عرب و عجم کے تاجروں کو ایک دوسرے سے تجارتی شراکت کے معاہدے کرنے پر مجبور کیا۔ وہ دوطرفہ ہی

نہیں، مختلف الاطراف بھی تھے۔ ایک طرف تو شہر و علاقہ خاص کر قریشِ مکہ کے دو تاجر ایک دوسرے سے ندیمی اور تجارتی شراکت کا معاہدہ کرتے تھے۔ وہ زبانی وتحریری دونوں ہوتا تھا۔ دوسری طرف ایک شہر کے تجّار اور کاروباری افراد دوسرے شہر وقبیلہ کے تاجروں اور کاروباریوں سے بھی ندیمی اور شراکت کے معاہدے استوار کرتے تھے۔ ایک تیسری جہت یہ تھی کہ وہ اپنی گزرگاہوں کے قرب و جوار میں آباد قبیلوں اور ان کے سرداروں سے اپنے کاروانوں کے تحفظ کے معاہدے بھی کرتے تھے۔ تجارتی مراکز کے حکم رانوں سے تجارتی مراعات کے معاہدے ان کو چوتھی جہت بخشتے تھے کہ وہ فروغ تجارت کے لیے ہی نہیں، اس کی بقا اور وجود کے لیے بھی ضروری تھے۔ ۳؎

جاہلی تجارتی پس منظر

عہدِ نبوی کے مکی اور مدنی دونوں زمانی اور مکانی تجارتی سرگرمیوں کا اٹوٹ رشتہ جاہلی عربوں کے قدیم ترین زمانوں سے وابستہ ہے۔ دوسری تمام تجارتی کارروائیوں کی مانند ان کی تجارتی مفاہمت و معاہدہ کی روایات قدیم جاہلی عربوں سے ان کو وراثت میں سماجی روایات کے ساتھ ملی تھیں۔ قریشی تجارت اور اس سے وابستہ تمام سرگرمیوں کا ذکر زیادہ محفوظ ہے کہ ان کا ناگزیر رشتۂ ارتباط غبارِ راہ کو فروغِ وادئ بطحا بخشنے والی ذات سے ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے وجودِ مسعود اور بعثتِ بابرکت کی وجہ ہی سے قریشِ مکہ کے اکابر اور اجداد و آباءِ خاندان کا نام اور کام دونوں تاریخ کی روشنی میں چمکا۔ روایتی سیرت نگاروں اور عام تاریخ نویسوں نے اس غلط روایت کو واقعہ بنانے کی کوشش کی کہ آں حضرت ﷺ کے جد امجد جناب ہاشم بن عبد مناف نے رحلۃ الشتاء والصیف کی بنا ڈالی۔ ۴؎ حالاں کہ تمام روایاتِ سیرت و تاریخ اور شواہدِ حدیث واضح کرتے ہیں کہ 'موسمِ سرما و گرما' کے سفر کی داغ بیل ان سے بہت پہلے زمانے میں ڈالی جا چکی تھی۔ اس کا قطعی زمانہ متعین کرنا مشکل ہے، تاہم یہ حتمی ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے حج کی خاطر اذانِ ابراہیمی کے معاً بعد اور قریش کے اتحاد و تنظیم کے زمانے کا ایک ارتقا

ہے۔ قریشی خاندانوں کے 'مجمع' جناب نضر بن کنانہ/ فہر بن مالک بن نضر تھے اور ان میں سے موخر الذکر کو قریشی اتحاد کے عروج و قوت کا زیادہ شرف دیا جاتا ہے۔ ان کے زمانے سے چند پیڑھیوں کے بعد قصی بن کلاب بن مرہ بن لوئی بن غالب بن فہر کو قریش قبیلہ کا طاقت ور ترین شیخ اور جدید مکہ شہر کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ ان اجداد ِقدیم کے زمانوں میں قریشی تجارتی سرگرمیوں کا ذکر اپنی مختلف جہات کے ساتھ ملتا ہے اور وہ ثابت کرتا ہے کہ اس دوگونہ سفر کا اہتمام دور قدیم کا ہے۔ ابن اسحاق نے ان ہی اسباب و شواہد کی وجہ سے جناب ہاشم بن عبد مناف کی، دونوں سفروں کی ایجاد کا ذکر مزعومہ قرار دیا ہے اور اسے ہاشمی بزرگ پرستی بتایا ہے۔ ۵؎ دوسرے شواہد و روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جناب ہاشم نے اپنے والد ماجد جناب عبد مناف بن قصی کے تجارتی دوست و ندیم کو ورثہ میں پایا تھا۔ یثرب کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو عدی بن النجار کے شیخ عمرو بن زید نجاری خزرجی اصلاً عبد مناف کے تجارتی دوست و شریک اور ندیم تھے اور ان کی موت کے بعد جناب ہاشم نے ان سے تجارتی شراکت و معاہدہ استوار کیا اور ان کی دختر سلمٰی بنت عمرو نجاری/ خزرجی سے شادی کر کے اسے مصاہرت (ازدواج) سے اور مضبوط کر دیا۔ روایات میں یہ صراحت ملتی ہے کہ جناب ہاشم بن عبد مناف اپنی تجارتی سرگرمی اور خاص کر شامی تجارت کے ایک سفر کے دوران یثرب پہنچے اور یہ رشتہ استوار کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان سے قبل ان کے والد ماجد اور دادا کے علاوہ دوسرے اکابر و اجداد قریش یثرب سے تجارتِ شامی کے لیے گذرتے اور اس کی منڈی سے مال لیتے تھے اور شام کے شہروں خاص کر بصریٰ، غزہ، بلقاء وغیرہ میں تجارت کرتے تھے۔ یہ تجارت وہاں کے تاجروں اور حکم رانوں سے مفاہمت و معاہدے کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ ٦؎

بین الاقوامی تجارتی معاہدے

بیش تر مآخذِ سیرت و تاریخ نے روایت بیان کی ہے کہ جناب ہاشم نے جب موسم سرما و گرما کی سنتِ تجارت قائم کر دی تو اس کے جلو میں شامی بادشاہوں (ملوک

الشام) سے حفاظت وعصمت کا معاہدہ (عِصَماً) کیا کہ وہ امن وامان سے وہاں تجارت کریں۔ سنتِ ہاشمی سے تحریک پاکر ان کے برادر عبد شمس نے ملوک حبشہ سے اسی طرح کے تجارتی تحفظ حاصل کیے کہ ان کے علاقے میں ان کی تجارت تھی اور قریش کے لیے ایسے تحفظ وحفاظت کے معاہدے نوفل بن عبد مناف نے ملوک عراق سے حاصل کیے اور اس طرح وہ موسم سرما میں یمن، حبشہ اور عراق اور موسم گرما میں شام کو جایا کرتے تھے۔ دونوں تجارتی سفروں کا یہ بیان بلاذری کا ہے۔ بعض دوسرے مآخذ نے بھی قریب قریب اسی معنیٰ ومفہوم کی روایت بیان کی ہے۔ ان میں سے بعض میں یہ اضافہ ہے کہ جناب ہاشم کے دوسرے بھائی اور ان کے جانشین اور اتالیقِ اولاد جناب مطلب بن عبد مناف نے ایران کے حکم رانوں (ملوک) سے قریشی تجارت کی حفاظت کے معاہدے کیے تھے۔[۷] اس طرح ان روایات کے مطابق عبد مناف کے چاروں قابل ذکر فرزندوں نے جزیرہ نمائے عرب کی چاروں سمتوں میں واقع ملکوں سے معاہدے قائم کیے۔ ان روایات میں مبالغہ کا عنصر نظر آتا ہے کہ تجارتی اسفارِ سرما وگرما کا سارا شرف اور ان کی حفاظت وترقی کا تمام تر صلہ اجداد نبوی کو دے دیا گیا۔ یہ ممکن ہے اور غالباً قابلِ ترجیح بھی کہ ان چاروں اشرافِ قریش نے اپنے اپنے زمانے میں اپنے میادینِ تجارت کے حکم رانوں اور تاجروں سے تجدیدِ معاہدات کی تھی یا سابقہ تجارتی سرگرمیوں کو ترقی اور فروغ دیا تھا، ورنہ وہ تمام قبائل وبطونِ قریش کے سفیر ونمائندے یا شیوخ نہ تھے۔ یہ حفاظتی معاہدے ان کے اجدادِ پیش رو سے استوار چلے آرہے تھے اور ان کے معاصر قریشی سادات میں بہت سے ان کے ہم پلہ تاجر اور کاروباری تھے۔ انھوں نے مختلف مراکزِ تجارت کے تاجروں سے اور ان سے زیادہ ان کے حاکموں سے معاہدے کیے تھے اور ان کے سبب مراعات حاصل کی تھیں۔ ابن اسحاق نے بنو اسماعیل اور بنو نابت کے ایک جد امجد مضاض بن عمرو اور ان کے جرہم کے ننہالی عزیزوں (اخوالھم من جرھم) کے تجارتی کاروبار اور یمنی کاروانوں اور تاجروں سے ان کے تجارتی مال پر ٹیکس لینے کا ذکر کیا ہے اور ان کے درمیان صلح کے معاہدے کا بھی حوالہ دیا

ہے۔ قدیم جاہلی عرب میں عراق کے مشہور بادشاہ نعمان بن منذر کے بعض ساداتِ قریش سے تجارتی معاہدے تھے اور قریشی اکابر کے عراقی شاہ سے تھے۔ ایسے قدیم و معاصر معاہدات وتحفظاتِ تجارت کا ذکر آگے متعدد اکابر قریش اور ان کے مختلف الجہات تجارتی کاموں کے ضمن میں آئے گا۔ ۸؎

تجارتی شراکت کے معاہدے

تجارتی شراکت دار ندیم کہلاتے تھے۔ وہ بالعموم خاندانی رشتہ دار بھی ہوتے تھے اور تجارت و کاروبار کے باعث ایک دوسرے کے دوست بھی بن جاتے تھے۔ مصادرِ سیرت وتاریخ میں ان کے حوالے خال خال ملتے ہیں۔ اس کی ایک ظاہری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے مؤلفوں کی نگاہ واقعات واحوال پر مرکوز رہی تھی۔ محمد بن حبیب بغدادی (م ۲۴۵ھ/ ۸۵۹ئ) نے سماجی اور تہذیبی پس منظر میں جاہلی اور اسلامی ادوار کے بارے میں بعض فہرستیں اپنی دونوں کتابوں میں دی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی کے قریب کے زمانے میں قریشِ مکہ کے کم ازکم اٹھاون اکابر و شیوخ ایک دوسرے کے ندیم تھے۔ بغدادی نے ان کو شریک (شریکاً فی التجارۃ) بھی کہا ہے۔ وہ فہرست عبدالمطلب ہاشمی کے زمانے سے شروع ہوتی ہے اور عہدِ نبوی مکی کے آغاز پر تمام ہوجاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے ندیموں کی تعداد قریش کے عظیم ترین قبیلۂ عرب میں اس سے کہیں زیادہ تھی اور اس کا تعلق قدیم زمانے سے نبوی دورِ سعید تک برابر رہا تھا۔ بغدادی نے عبدالمطلب بن ہاشم کو حرب بن امیہ اموی کا ندیم بتایا ہے کہ دونوں شراکت میں تجارت کرتے تھے۔ بنو ہاشم اور بنوامیہ کے ان دونوں عظیم ترین سرداروں کا تجارتی اشتراک اہم جہات کا حامل تھا۔ دونوں بزرگ تر خاندانِ بنو عبدمناف کے اہم ترین شیوخ ہونے کے علاوہ ایک دوسرے سے ازدواجی رشتے بھی رکھتے تھے۔ دونوں قریشی ملأ /مجلس یا اشرافیہ کے اہم ترین مناصب پر بھی فائز تھے۔ دولت واموال، جاہ وحشمت اور دیگر وجوہ سے ایک دوسرے کے ہم پلہ تھے۔ ۹؎ ایک

اہم ارتقا یہ نظر آتا ہے کہ ایک تجارتی مناقشے کے باعث ہی عبدالمطلب ہاشمی نے قدیم ندیم سے رشتۂ شراکت ختم کر کے قریشِ مکہ کے ایک اور عظیم ترین سردار عبداللہ بن جُدعان تیمی سے شراکتِ تجارت اور ندیمی کا رشتہ و معاہدہ استوار کرلیا تھا۔ بعض دوسرے ندیموں کے باب میں بھی تجارتی شراکت کی تبدیلی نظر آتی ہے۔ ۱۰؎

تمام ندمائے/شرکاء تجارت پر یہاں بحث کی ضرورت نہیں ہے، صرف چند اور مثالوں سے اس تجارتی نظام کی کارکردگی کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ عبدالمطلب ہاشمی اور حرب بن امیہ اموی کے دو فرزندوں عباس بن عبدالمطلب اور ابوسفیان بن حرب نے ایک دوسرے سے ندیمی و تجارتی شراکت کا معاہدہ کیا اور اسے مکی عہدِ نبوی ہی میں نہیں بلکہ تادمِ آخر نبھایا۔ ان دونوں کے وہی تمام قربت و قرابت کے رشتے تھے جو ان کے عظیم ترین آباء و اجداد کے درمیان رہے تھے۔ ان دونوں کی قریب ترین رشتے داری کی وجہ سے تجارتی سرگرمیوں کا تھوڑا اساذکر ملتا ہے۔ دونوں ساتھ ساتھ اکثر وبیش تر اپنے شامی اور یمنی اسفارِ تجارت پر جاتے، ساتھ ہی تجارت و کاروبار کرتے، ایک بازار دیکھتا تو دوسرا خیمہ و مال کی نگہ داشت کرتا اور کھانا پکاتا۔ وہ دونوں ہر طرح کی مواسات میں بندھے تھے۔ خاندانِ بنو عبدمناف کے دو اور بزرگ و عظیم سرداروں ابوطالب بن عبدالمطلب ہاشمی اور مسافر بن ابی عمرو بن امیہ اموی ایسے ہی جگری دوست و ندیم تھے۔ اور ان ہی کی طرح عبدالمطلب ہاشمی کے فرزندِ اکبر حارث ہاشمی اور حرب بن امیہ اموی کے ہم نام فرزند حارث اموی بھی ایک دوسرے کے ندیم، برادر نسبتی، دوست اور شریک تھے۔ اموی شریک تجارت کی موت کے بعد ہی حارث ہاشمی نے ایک دوسرے شیخ و تاجر قریش عوام بن خویلد اسدی سے دوستی اور ندیمی کا رشتہ استوار کیا تھا۔ موخرالذکر مشہور و عظیم صحابی حضرت زبیر بن عوام اسدیؓ کے والد ماجد تھے اور صحابی جلیل خود بھی مکی عہد میں ایک ابھرتے ہوئے تاجر تھے اور بعد میں عظیم ترین بنے۔ عظیم ترین صحابہ میں ایک حضرت عثمان بن عفان امویؓ مذکورہ حارث ہاشمی کے فرزند ربیعہ بن حارث ہاشمی کے عہد جاہلی سے اپنی خلافت تک شریکِ تجارت اور ندیم و دوست تھے۔ مکی عہد کے قریب

اور دوران متعدد دوسرے قریشی جاہلی اکابر اور جلیل القدر صحابہ کرام کے تجارتی شراکت، ندیمی اور دوستی وقرابت کے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔۱۱؎ بعثت کے قبل کے زمانے میں تجارتی زندگی میں بہ نفس نفیس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مختلف تاجروں سے ندیمی و شراکتِ تجارت کا رشتہ و معاہدہ قائم کیا اور نبھایا تھا۔ آپ کے متعدد شرکاءِ تجارت کا ذکر کیا جاتا ہے، لیکن ان کے بارے میں خاصا ابہام پایا جاتا ہے۔ سیرت نگاروں نے عام طور سے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔۱۲؎

ان تمام روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد جاہلی اور مکی دورِ نبوی میں تجارتی ندیمی اور شراکت کے معاہدے دو افراد میں ہوتے رہے تھے۔ وہ زبانی بھی ہوتے تھے اور تحریری بھی۔ ان کا اعلان خانہ کعبہ کے پاس مسجد حرام کے ضمن میں قریشی اکابر کی مجالس (اندیة) کے روبرو کیا جاتا تھا، تاکہ سند رہے۔ یہ قریشِ مکہ کی سماجی اور دینی روایت بھی تھی اور دوسرے شیوخ و اکابر عرب بھی اس کی پیروی کرتے اور اکابرِ قریش کا عندیہ لیتے اور توثیق بھی حاصل کرتے۔۱۳؎ ندیمی اور تجارتی شراکت کے ان معاہدوں کی چند اہم ترین جہات کو بشکل نکات ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

- بالعموم شراکتِ تجارت اور ندیمی کے فریقین تا زندگی ایک دوسرے سے وابستہ رہتے تھے۔
- اکثر وبیش تر دونوں شریک و ندیم دو مختلف خاندانوں کے ہوتے تھے۔ کبھی کبھی ایک ہی خاندان کے بھی ہوتے تھے۔
- کسی تجارتی / سماجی وجہ سے ان میں اختلاف ہوتا جو سلجھایا نہ جا سکتا تو فریقین الگ ہو جاتے اور دوسرے تاجروں سے معاہدہ کر لیتے۔
- یہ ذاتی معاہدے ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اگر کسی بزرگِ خاندان نے کسی دوسرے خاندان کے ندیم سے معاہدہ ختم کیا تو دوسروں پر اس کا اثر نہ پڑتا۔ جیسے عبدالمطلب ہاشمی کے حرب اموی سے الگ ہونے کے بعد ان کے فرزندوں نے اپنے تجارتی معاہدے اور رشتے برقرار رکھے تھے۔ خود دونوں

اکابر عبد مناف کے دوسرے سماجی، ازدواجی روابط اس ترکِ تجارت سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ دونوں تا دمِ آخر عزیز قریب رہے۔

- عہد جاہلی کے تجارتی شراکت اور ندیمی کے رشتے اور معاہدے ایک صحت مند روایت تھی اور وہ مکی نبوی دور میں بھی جاری رہی۔
- بسا اوقات ندیمی و شراکت تجارت کے رشتے اور معاہدے موروثی بن جاتے تھے اور باپ سے فرزند کو ملتے تھے۔
- تجارتی شراکت کے تعلقات بالعموم رشتہ داری اور مصاہرت کے روابط بھی بناتے تھے اور اکثر وبیش تر خونی رشتے ان کو استحکام بخشتے۔
- ندمائ/شرکاءِ تجارت کی دو فریقوں سے وابستگی اور معاہدہ سازی دوسرے ندماء و شرکاء سے معاہدہ کرنے سے نہیں روکتی تھی۔ ۱۴؎

متعدد شرکاءِ تجارت سے وابستگی

اس باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد شرکاء تجارت کی روایات سب سے اہم ہیں۔ ان کے مطابق آپؐ نے کئی قریشی اور بدوی تاجروں سے اشتراک کیا تھا۔ ان میں سے ایک قیس بن سائب مخزومیؓ تھے، جو قریش کے بڑے خاندان بنو مخزوم کے ایک تاجر تھے۔ ان کے علاوہ قیس بن ابی سائب مخزومیؓ یا سائب بن ابی السائب مخزومیؓ کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ آپ کے دو یا دوسرے مخزومی شریک تجارت تھے۔ حضرت سائب مخزومیؓ کے والد کا نام عبداللہ بیان کیا گیا ہے۔ عام طور پر ان مخزومی شریک تجارت کو ایک ہی فرد سمجھا گیا ہے، جن کے نام پر اختلاف ہے۔ ابوداؤد کی ایک اور روایت کے مطابق آپ کے ایک اور شریک تجارت عبداللہ بن ابی الحمصاء تھے، جن کے بدوی ہونے کا ذکر تو ملتا ہے، مگر تفصیل نہیں ملتی۔ ۱۵؎ کتبِ سیرت میں بالعموم ان سے صرف ایک معاملۂ تجارت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کے شریکِ تجارت ہونے کی تصریح نہیں کی جاتی۔ یہ باب بھی تحقیق طلب ہے۔ بغدادی کی فہرستِ ندماء/ شرکاء میں

بعض تجارِ قریش کے ایک سے زیادہ شرکاء تجارت کا حوالہ آتا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ بہ یک وقت شریک وندیم ہوتے تھے یا یکے بعد دیگے مختلف زمانوں میں، جیسا کہ بعض ندماء کی موت کے بعد یا رشتۂ شراکت ختم کرنے کے بعد دوسرے تاجر سے معاہدہ کیا گیا تھا۔ مثلاً ابوطالب ہاشمی نے مسافر اموی کی ناگہانی وفات کے بعد عمرو بن عبد وڈ عامری قریشی سے ندیمی وشراکت کا تعلق استوار کرلیا تھا، جو ایک بڑا دشمن اسلام تھا۔ تمام بطون قریش سے ایک دوسرے کے تجارتی شراکت کے معاہدے تھے۔ ان میں کچھ دلچسپ خاندانوں کے اہم ترین جوڑے تھے، جیسے:

۱۔ ابولہب ہاشمی نے حارث بن عامر نوفلی سے معاہدہ کیا تھا۔

۲۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمیؓ عبداللہ بن سائب مخزومی کے شریکِ تجارت تھے۔ وہ یا ان کے والد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک تھے۔

۳۔ زبیر بن عبدالمطلب ہاشمیؓ کا رشتۂ شراکت مالک بن عمیلہ عبدری سے تھا۔

۴۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی مشہور سردار و سیاست داں حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ کے شریک و ندیم تھے، جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

ان تمام تجارتی جوڑوں میں ایک اہم قبائلی شراکت و معاہدہ بنو مخزوم اور بنوعبد مناف کے اکابر وشیوخ کے درمیان نظر آتا ہے، جب کہ وہ دونوں سماجی اور قبائلی طور سے ایک دوسرے کے بعض معاملات میں حریف تھے۔ تجارتی حلف ومعاہدہ اس پر بھاری تھا کہ وہ ان کی معاشی خوش حالی کا ضامن تھا۔

دوسرے شہروں کے شرکاءِ تجارت

قریشِ مکہ کے اکابر کی ملک گیر اور بین الاقوامی تجارت کی واقعیت بتاتی ہے کہ بڑے تاجرانِ قریش کے شرکاء تجارت بعض دوسرے شہروں سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ یہ فطری بھی تھا، کیوں کہ قریش مختلف اسواقِ عرب میں تجارت ملکی کے لیے جایا کرتے تھے اور شامی ویمنی تجارتی اسفار تو ان کی تجارت ومعیشت کی ریڑھ کی ہڈی

تھے۔ ان میں دوسرے قبائلی کاروانوں اور شہری کاروانوں کے ساتھ اشتراک منطقی تھا۔ قریشِ مکہ کے خاص تجارتی تعلقات قریب کے شہر طائف اور اس کے ارد گرد آباد قبیلہ ہوازن بالخصوص اس کے عظیم خاندان ثقیف سے بہت قریبی تھے۔ شامی تجارت کے راستہ پر واقع یثرب/ مدینہ بھی ان کی ایک بڑی منڈی تھی اور مرکزِ تجارت بھی۔ ان سے بھی تجارتی تعلقات بہت وسیع تھے۔ ان دونوں شہروں کے تجار اور اکابر نہ صرف ایک دوسرے کے دیار میں آتے جاتے رہتے تھے، بلکہ ان کا مکہ مکرمہ آنا خاص دینی وجوہ سے لگا رہتا تھا۔ تجارتی تعلقات نے ان شہروں، خاص کر مکہ وطائف کے تاجروں کو ایک طرف اور مکہ و یثرب/ مدینہ کے تاجروں کو دوسری طرف ایک دوسرے سے باندھ دیا تھا اور ان کے سبب وہ ایک دوسرے سے تجارتی شراکت اور ندیمی کے معاہدے میں بندھے تھے اور ساتھ ہی دوسرے سماجی روابط سے بھی بندھ گئے تھے۔۱۶؎

قریشِ مکہ اور ثقیفِ طائف کی دو عظیم شخصیات ابوسفیان بن حرب اموی اور امیہ بن ابی الصلت ثقفی کا تعلق اسی دور سے تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست، عزیز اور قریب ہونے کے علاوہ شریکِ تجارت اور ندیم رہے تھے۔ دونوں نے مدتوں ساتھ ساتھ شام و یمن کے اسفار کیے تھے۔ وہ مختلف اسواقِ عرب میں بھی ساتھ ساتھ جاتے رہتے تھے اور رفاقت میں تجارت و کاروبار کرتے تھے۔ ان کے متعدد تجارتی سفروں کا ذکر ملتا ہے اور ان سے کافی تجارتی، تمدنی، تہذیبی اور سماجی معلومات بھی ملتی ہیں۔ دونوں شرکائے تجارت ایک دوسرے کے شہروں میں جاتے تو اپنے ندیم کے گھر میں ہی مہمان رہتے۔۱۷؎

تاجرانِ حرمین کے تجارتی معاہدے

شیوخِ قریشِ مکہ اور عرب اکابرِ یثرب کے تجارتی تعلقات کا باب وسیع ہونے کے باوجود ابھی تک خاصا مبہم ہے اور تحقیق طلب بھی۔ بہرحال ایک نمائندہ مثال خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ/ بنوساعدہ کی ملتی ہے کہ انھوں نے قریش کے دو بڑے

تاجروں اور شیوخ سے باہمی تجارت کی حفاظت وصیانت کے معاہدے کر رکھے تھے اور وہ معاہدے ان کو شخصی جوار و تحفظ بھی فراہم کرتے تھے، جیسا کہ عرب کا قاعدہ تھا۔ وہ دراصل ایک دوسرے کے تجارتی معاملات کی حفاظت کے دوطرفہ معاہدے تھے۔ یثربی فریق قریشی تاجروں اور شریکوں کو ہر طرح کا تحفظ اپنے علاقے میں فراہم کریں گے اور قریشی مکی فریق اپنے یثربی شریکوں کی تجارت، اموال اور جان کا تحفظ اپنے شہر و علاقہ میں کریں گے اور دست برد سے بچائیں گے۔ ابن اسحاق نے ایک اہم اور دلچسپ روایت کافی تفصیل سے بیعت الحرب کے تناظر میں بیان کی ہے، جو عہد نبوی مکی کے بالکل اواخر کا معاملہ ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ خزرجیؓ کو بعض شر پسند عناصرِ قریش نے بیعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے قید کرلیا۔ انھوں نے ایک قریشی سردار سہیل بن عمرو عامری کے مشورہ و مدد سے اپنے دو قریشی شریکوں اور معاہدوں کے نام کی دہائی دی اور اس کی خبر عامری سردار نے ان کو مسجد حرام کی مجلس میں آ کر دی۔ ان میں سے ایک بنو نوفل کے سردار تاجر جبیر بن مطعم بن عدیؓ تھے اور دوسرے حارث بن حرب بن امیہ اموی۔ دونوں ہی خاندانِ بنو عبد مناف کے شیوخ اور تاجر تھے۔ ان دونوں نے اپنے جوارِ تجارت اور معاہدۂ تحفظ کا اعتراف کیا اور حضرت سعد بن عبادہؓ کو ظالموں کے چنگل سے چھڑایا۔ ابن اسحاق نے ان کی تجارت کی حفاظت کے لیے 'جوار' کی اصطلاح استعمال کر کے تفصیل دی ہے۔ دینی لحاظ سے یہ ایک اہم ترین جہت ہے کہ قریش کے دونوں حلیفوں/ معاہدوں نے اور ان کو خبر دینے والے عامری سردار نے اختلافِ دین کے باوجود ایک مسلم تاجرِ یثرب کی مدد کی تھی اور معاہدہ کا پاس کیا تھا۔ اس وقت تک وہ تینوں قریشی اکابر اسلام نہیں لائے تھے اور کافر تھے۔[۱۸] دونوں دیرینہ دوست و ندیم ایک دوسرے کے شہر جاتے تو اختلافِ دین کے باوجود ایک دوسرے کے گھروں میں مہمان بنتے اور قیام و تحفظ کی تمام سہولیات پاتے۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد حضرت سعد بن معاذ اوسیؓ نے عمرہ کی خاطر مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور اپنے کافر دوست کے گھر قیام کیا اور اسی کے جوار و تحفظ میں طواف کیا۔ قابلِ ذکر یہ نکتہ ہے کہ خانہ کعبہ کو

جاتے وقت فرعونِ امت ابوجہل مخزومی سے حضرت سعدؓ کی تلخ کلامی اور بحث ہوگئی اور امیہ جمحی نے دونوں میں صلح صفائی کرائی۔ ابوجہل مخزومی کا رویہ محض دوستانہ اس وجہ سے رہا کہ وہ امیہ بن خلف جمحی کی جوار وتحفظ کا احترام کرتا تھا۔ تمام معاہدات کی پاس داری پورے قبیلہ کی ذمہ داری بن گئی تھی۔۱۹ ایسے تجارتی تحفظ کے معاہدے اور بھی تھے جو مکہ ومدینہ کے تاجروں کے درمیان جاہلی عہد میں کیے گئے تھے اور جن کا پاس ولحاظ مکی دور میں بھی کیا گیا تھا اور بعد کے مدنی عہد میں بھی۔

مسلم اور کافر تاجروں کا تجارتی معاہدہ

جاہلی عہد میں کیے گئے تمام معاہداتِ جوار وتحفظ بالخصوص تجارتی معاہدوں کی ضروری روایت نے اسلامی دور میں دینی جہت بھی اختیار کرلی تھی۔ جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف زہریؓ شیخِ مکہ امیہ بن خلف جمحی کے دوست وندیم اور شریکِ تجارت تھے اور دوسرے مراسم بھی رکھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان دونوں کے تعلقات میں سماجی یا مزاجی ترشی آئی، لیکن تعلقات باقی رہے۔ صحابی جلیل کا قدیم نام عمرو تھا، جو عرب کا ایک عام نام تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عبدالرحمن سے بدل دیا۔ امیہ بن خلف کو وہ اتنا ناگوار ہوا کہ وہ اس نام سے دوست کو مخاطب نہیں کرتا تھا اور مسلم دوست پرانے نام سے پکارے جانے پر جواب نہ دیتے، لیکن میل ملاپ برابر جاری رہتا۔ آخر اس پر صلح ہوئی کہ صحابی مکرم کو 'عبدالالہ' سے دونوں قدیم دوست پکاریں گے اور جواب دیں گے۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل حضرت عبدالرحمن زہریؓ نے امیہ بن خلف جمحی سے باقاعدہ ایک تحریری تجارتی معاہدہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ میں اپنے کافر دوست کے مال وجان اور تجارت کی حفاظت کریں گے اور امیہ بن خلف جمحی مکہ میں ان کے تمام مفادات (صاغیة) کا تحفظ کرے گا۔ غزوۂ بدر کے بعد حضرت عبدالرحمن زہریؓ اور ان کے فرزند وخادم نے حسب معاہدہ اپنے کافر ومشرک دوست اور اس کے فرزند کی جان بچانے کی پوری کوشش کی اور خود زخمی بھی ہوگئے، لیکن حضرت بلال حبشیؓ اور ان

کے رفقاء کے انتقام سے ان کو نہ بچا سکے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بخاری کی اس حدیث کی مختلف شروح میں وضاحت کی ہے کہ قبل ہجرت اس معاہدے کو توثیق و تصویب نبوی حاصل تھی اور وہ آپ کے علم میں تھی۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب الوکالۃ کے صرف ایک باب میں نقل کرکے اور اس پر بڑی معنی خیز سرخی لگا کر اس کو دینی اور تشریعی جہات عطا کی ہیں۔ جیسے ''**باب اذا وکل المسلم حربیا فی دار الحرب -او فی دار الاسلام- جاز**''۔ اسی باب وکتاب میں یہ پوری حدیث آئی ہے۔ امام موصوف کا ایک فریق کو 'حربی' اور اس کے مقام کو دارالحرب قرار دینا دراصل بعد کی تشریعی صورت حال و ارتقا کا غماز ہے، جیسا کہ دارالاسلام کا عنوان۔ کیونکہ بوقتِ معاہدہ ایک فریق کافر ومشرک تو تھا اور دوسرا مسلم ومومن، لیکن ان دونوں کے مقامات و بلاد نہ دارالحرب تھے اور نہ دارالاسلام۔ بہر حال ایسے بین القبائل اور بین البلاد معاہدوں کی کمی نہیں تھی، اگرچہ روایاتِ سیرت وحدیث میں ان کا ذکر کم آتا ہے۔ عام دفاعی معاہدوں میں بھی تجارتی ضمانتیں مضمر تھیں، مثلاً بنو عبد مناف کی طرف سے عبدالمطلب ہاشمی کا بنوخزاعہ سے معاہدہ تمام مفاداتِ باہمی کا ضامن تھا یا دیت وقصاص کے قوانین و روایات بھی ان کی ضمانت دیتے تھے۔ عام سماجی تحفظ و جوار کے شخصی ضمانت نامے بھی تجارتی سرگرمی کو محیط تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قریشی صحیفۂ مقاطعہ میں تجارتِ بنی ہاشم و بنی مطلب پر قدغن لگادی گئی تھی۔ ۲۰؎

خاتمۂ بحث

جاہلی عربوں بالخصوص قریشی تاجروں کی تجارت کی طرح ان کی تجارتی مفاہمت، جوار، تعاون و معاہدہ کی روایت بھی قدیم تھی۔ جزیرہ نمائے عرب کے سخت موسمی حالات، شدید جغرافیائی ظروف اور ان سے زیادہ جاں گسل اور اموال کُش قبائلی لوٹ مار جیسے اسباب نے ان کو وجود بخشا تھا۔ بین القبائلی تجارت خصوصاً اسواقِ عرب میں تجارتی کاروانوں کی شرکت کے سبب عربوں کے بدوی اور شہری دونوں قبائل سے

تجارتی مفاہمت و معاہدہ ناگزیر تھا۔ دور دراز کے اسفارِ تجارت تو درکنار، قرب و جوار کے علاقوں اور منڈیوں میں تجارت کرنے کے لیے ضروری تھا کہ خاندانی یا علاقائی کارواں بنائے جائیں۔ ان کاروانوں میں کسی ایک خاندان و بطنِ قبیلہ کے تاجر شامل ہوتے تھے اور مختلف خاندانوں کے بھی تاجروں کے ساتھ حفاظت کے لیے مسلح دستے ہوتے تھے۔۲۱؎ عرب بدوی و شہری قبیلوں کے ساتھ اور خاص کر تجارتی شاہ راہوں کے قرب و جوار میں آباد عرب قبیلوں سے تحفظ و جوار کے معاہدے کیے جاتے تھے۔ یہ معاہدے انفرادی بھی ہوتے تھے، خاندانی بھی اور قبائلی وقومی بھی۔ ان کو کرنے والے مختلف اکابرِ قبیلہ و تجارِ قوم ہوتے تھے، جن کا تعلق مختلف اکائیوں سے ہوتا تھا۔ وہ کسی زمانے میں بھی کسی ایک کبیرِ قوم، شیخِ قبیلہ اور سردارِ خاندان کے بَس کی بات نہ تھی، جیسا کہ سیرت نگار جناب ہاشم کو اس کا شرفِ کلّی دیتے ہیں۔ قیصرِ روم اور قبائلِ عرب سے ان کے معاہدوں کی روایات کے ساتھ بنوعبدمناف کے تین دوسرے سرداروں کے معاہدوں کا ذکر مختلف ملکوں کے ضمن میں آتا ہے۔ روایاتِ تذکرہ ونسب و تاریخ اور روایات و آثار سیرت میں بھی دوسرے اکابرِ قریش کے معاہدوں کا خصوصی اور دوسرے اکابرِ عرب کا عمومی ذکر آتا ہے۔ یثرب کے حضرات سعدین ـ سعد بن عبادہ خزرجیؓ اور سعد بن معاذ اوسیؓ ـ نے اکابرِ مکہ میں سے متعدد شیوخ و تجار سے جوار و تحفظ کے معاہدے کیے تھے۔۲۲؎

تجارتی مفاہمت اور کاروباری سہولت کی خاطر قریشِ مکہ اور دوسرے قبائلِ عرب کے تاجروں نے تجارتی شراکت و ندیمی کی طرح ڈالی۔ اکثر و بیش تر دو مختلف خاندانوں یا گروپوں کے دو دو تاجر ایک دوسرے کے شریک تجارت بن جاتے تھے اور ساتھ ساتھ مل کر تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک خاندان کے متعدد افراد و تجار ایک تجارتی کمپنی بنا لیتے تھے اور دوسرے گروپ کے ساتھ تجارتی کاروبار کرتے تھے، جیسا کہ سودی کاروبار میں مکہ کے خاندان بنومغیرہ کا معاملہ تھا۔۲۳؎ بالعموم یہ زندگی بھر کی مفاہمت اور معاہدہ ہوتا تھا۔ ایک ندیم و شریک کی موت کے بعد ہی کسی دوسرے شریکِ تجارت و ندیم

کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ ابوطالب ہاشمی اور مسافر اموی اور حارث بن حرب اموی اور حارث بن عبدالمطلب ہاشمی کے معاملاتِ شرکت و ندیمی میں نظر آتا ہے۔ بعض حالات میں خاص کر ندیمی و تجارتی مفاہمت کی خلاف ورزی یا کسی جوارِ تجارت و تحفظ ذاتی کی شکست و خلاف ورزی بھی وجہِ مخالفت بن جاتی تھی۔ جیسا کہ عبدالمطلب ہاشمی اور حرب بن امیہ اموی کے معاملہ میں موخر الذکر کے تجاوز کی بنا پر ہوا تھا۔ یہ تمام استثنائی معاملات تھے۔ تجارتی مفاہمت و معاہدۂ طرفین ۔ شراکت و ندیمی۔ بالعموم دو انفرادی تاجروں کا انتخاب ہوتا تھا اور وہ موروثی نہیں بنا کرتا تھا۔ شیخِ خاندان اور کبیرِ قوم کے معاہدۂ تجارت و جوار کے بالکل متوازی اور الگ اس کے تاجر فرزندوں اور عزیزوں کے معاہدات ہوتے تھے۔ شیخِ بنی ہاشم عبدالمطلب ہاشمی کی حیات ہی میں ان کے کم از کم چار فرزندوں: ابوطالب، زبیر، ابولہب اور حارث نے دوسروں سے شراکت کی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے دو فرزندوں حضرات عباس وحمزہ رضی اللہ عنہما نے اپنے شریکِ تجارت منتخب کیے تھے، جن میں سے اول الذکر کے اموی اور موخر الذکر کے مخزومی تھے۔ حضرت عباس ہاشمیؓ کی ابوسفیان بن حرب امویؓ سے شراکت و منادمت موروثی نہیں تھی، بلکہ ان دونوں کی تجارتی قربت اور خونی قرابت کی وجہ سے تھی۔ لیکن کبھی کبھی باپ کا شریکِ تجارت و دوست فرزند کا ندیم اس کی وفات کے بعد بن جاتا تھا، جیسے ہاشم نے اپنے باپ کے یثربی ندیم سے اور زبیر نے اپنے باپ عبدالمطلب کے ندیم عبداللہ بن جدعان تیمی سے شراکت کر لی تھی۔ ۲۴ ؎ خاندانِ بنی ہاشم کے متعدد افراد و تجار کی شراکت و دوستی اور منادمت و معاہدہ بنوامیہ کے خاندان کے ساتھ بہت معنی خیز ہے، مگر حیران کن نہیں کہ وہ دونوں خاندانِ بنوعبدمناف کے دو بڑے خاندان تھے، جیسے بنونوفل و بنومطلب دوسرے دو بڑے ارکان تھے۔ قبائلی یا خاندانی مسابقت اور کسی معنی میں عصبیت کے باوجود محض تجارتی مصالح سے حریف سمجھے جانے والے خاندان کے افراد و تجار سے بھی شراکت کی جاتی تھی ۔ بنوعبدمناف کے متعدد تاجروں نے مخزومی اکابرِ تجار کے ساتھ شراکت و منادمت کا معاہدہ کیا تھا اور ان میں دشمنِ اسلام ابولہب بھی شامل تھا۔ رحمتِ عالم ﷺ کے مخزومی تاجروں سے شراکت قبلِ بعثت کے دور میں کردار و اخلاقِ نبوی کی آفاقیت کے

ساتھ تجارتی مصالح سے بھی تھی۔

بین القبائلی اور بین الاقوامی تجارتِ عرب وقریش نے نئی جولان گاہیں پیدا کردی تھیں اور شراکت ومنادمت کا حلقہ وسیع تر کردیا تھا۔ قریشِ مکہ کے قریب ترین شہر طائف اور ان کے قبیلہ ہوازن کی خاص شاخ ثقیف سے تجارتی شراکت ومنادمت کی صرف ایک مثال مل سکی ہے، وہ ابوسفیان اموی اور امیہ بن ابی ا لصلت ثقفی کی ہے، لیکن وہ درحقیقت تنہا جوڑی نہ تھی۔ قریشی وثقفی تاجروں کی منادمت ایک عصری واقعہ تھا۔ اسی طرح شامی تجارت کی گزرگاہوں اور منڈیوں، خاص کر یثرب و مدینہ کے تاجروں سے بھی ان کی شراکت و منادمت بالکل امکانی ہے۔ دراصل اس تجارتی شراکت وندیمی کی ایک سماجی وتہذیبی جہت بھی تھی۔ تجارت وکاروبار ان کے فریقوں کو دوستی و قربت کے رشتوں میں باندھتا اور وہ بسا اوقات دونوں فریقوں کے درمیان ازدواجی تعلقات کا باعث بن جاتا، جیسا کہ عبدمناف بن قصی اور ان کے فرزند ہاشم کا معاملہ یثرب کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنوعدی بن النجار کے شیخ زید بن عمرو کے ساتھ ہوا۔ اسی رشتہ داری نے ابن الاخت (بہن کے فرزند) کا تقدس اور تعلق خاطر نہ صرف اولاد ہاشم کو بخشا، بلکہ وہ نسل عبدالمطلبی کو عطا کرگیا اور عرب روایت کے مطابق ابن الاخت ان کی قوم میں مل گیا۔ بنوالنجار نے حضرات عباس بن عبدالمطلب ہاشمی اور ان کے بھتیجے عقیل بن ابی طالب ہاشمی کی غزوہ بدر میں اسیری کے موقعہ پر اس قرابت کا واسطہ دیا تھا اور وہ ہمیشہ اس کا لحاظ کرتے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنوعدی بن النجار بلکہ پورے بطن بنوالنجار سے ننہالی رشتہ داری اسی وجہ سے تھی اور آپ نے اس کی ہمیشہ رعایت بھی کی تھی۔ ہجرت مدینہ کے بعد ایک نجاری میزبان حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام اور ان کے نقیب النقباء کی وفات کے بعد آپ کی اس عہدہ پر سرفرازی اسی قرابت کی وجہ سے تھی۔ سماجی اور تجارتی مفاہمت وقرابت میں یک طرفہ معاملہ نہیں ہوتا، وہ دوطرفہ بلکہ خاصا پیچیدہ اور وسیع ترین جہات و اثرات کا حامل ہوتا ہے۔ اپنے وقت کے دو عظیم ترین احناف حضرات زید بن عمرو بن نفیل عدوی اور ورقہ بن نوفل

اسدی کی شراکت وندیمی ان کی دینی وفکری اور مزاجی ہم آہنگی کا عنصر پیش کرتی ہے۔ خونی رشتہ داری، ازدواجی قرابت، شہری ومحلی قربت، مزاجی ہم آہنگی، معاشرتی مساوات، دولت و مال کی ہم مرتبی اور منصب داری اور مشیخت وغیرہ کی برابری بھی تجارتی شراکت، منادمت اور مفاہمت و معاہدہ کی بنا ڈالتی تھیں اور متعدد افراد ان ہی وجوہ سے ندیم بنے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ عبشمی اور مطعم بن عدی نوفلی، عاص بن وائل سہمی اور ہشام بن مغیرہ مخزومی، ابوجہل عمرو بن ہشام مخزومی اور حکم بن ابی العاص اموی وغیرہ کی شراکت وندیمی اسی ہم مرتبت کی غماز ہے۔ بالعموم سیاسی وسماجی اور قبائلی معاملات میں خاندان بنوعبد مناف کے چاروں بطون کو دو فریق گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ بنو ہاشم و بنومطلب ایک متحدہ اکائی کی طرح کام کرتے تھے اور بنونوفل و بنوامیہ/عبد شمس ایک دوسرا گروپ بناتے تھے۔ لیکن تجارتی مصالح نے ان سب کو شیر وشکر کر دیا تھا۔ جب بھی متحدہ خاندانِ بنوعبد مناف کا معاملہ کسی دوسرے بطن و خاندانِ قریش سے پڑا، چاروں متحد ہو گئے اور حریفوں نے مشکل میں دست گیری کی۔ عتبہ بن ربیعہ عبشمی اور ان کے شریک وندیم مطعم بن عدی نوفلی کا یہی وطیرہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں رہا تھا اور موخر الذکر ہی نے آپ کو ذاتی جوار دی تھی۔ ۲۶؎

مکی عہد نے جاہلی عرب کی جو صالح وراثت پائی تھی اس میں متعدد دوسری چیزوں اور روایتوں کے علاوہ تجارتی روایات بھی تھیں۔ بعثت سے قبل کے زمانے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بزرگ صحابہ نے شراکتِ تجارت اور ندیمی کی مفاہمت ومعاہدت کی دولت پائی۔ اگرچہ بیش تر صحابہ کرام کے بارے میں روایات خاموش ہیں اور فہرستِ بغدادی صرف جاہلی دور کے ندیموں اور شریکوں کا ہی احاطہ کرتی ہے۔ بہرحال ان میں حضرت حمزہ ہاشمی اور عبداللہ بن سائب مخزومی، حضرت عباس ہاشمی اور حضرت ابوسفیان اموی اور حضرت حارث ہاشمی اور عمرو بن عاص سہمی اور ان سے زیادہ حضرات عثمان بن عفان اموی اور ربیعہ بن حارث ہاشمی کی شراکت وندیمی اہم ترین واقعات ہیں اور موخر الذکر تو حضرت عثمان کی خلافت تک ان کے شریک رہے۔ اگرچہ وہ

بعد میں اسلام لائے تھے اور حضرت عثمان کی ہجرتِ مدینہ کے بعد ان سے رشتۂ شراکت ٹوٹ گیا تھا، لیکن بعد میں وہ حسبِ سابق دونوں میں استوار ہو گیا تھا۔ بین القبائلی اور بین البلادی شراکت و تجارتی تحفظ قریش مکہ کے ابوسفیان اموی اور ثقیف کے امیہ بن ابی ا لصلت ثقفی کے درمیان ایک مثال ہے۔ اسد الغابۃ کے مطابق شیخ مکہ حرب بن امیہ اموی اور شیخ بنو سلیم مرداس بن ابی عامر سلمی شریکِ تجارت اور دوست تھے۔ ایسے متعدد بدوی قبائل و شیوخ نے ندیمی اختیار کی تھی جس طرح حضرت سعد بن عبادہ خزرجی کا معاہدۂ جوار دو قریشی اکابر حارث اموی اور جبیر بن مطعم نوفلی سے تھا اور اختلافِ دین نے اسے نہیں منسوخ کیا تھا۔ اسی ماخذ کے مطابق ایک نادر و اہم روایتِ ندیمی یہ ملتی ہے کہ جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی بنو سلیم کے معاصرِ نبوی سردار عباس بن انس سلمی کے شریک و ندیم تھے۔ ۲۷؎

بعثتِ نبوی کے بعد ان تمام معاہداتِ شراکت و ندیمی اور معاہداتِ تحفظ و جوار کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق و تقریر کی سند مل گئی۔ اس نے مکی دور کے ان تمام جاہلی صالح تجارتی اقدامات و معاملات کو اسلامی شریعت کی تائید فراہم کر دی اور یہ خاص مکی تشریعی ارتقاء تھا۔ اجازتِ نبوی اور تقریرِ سنت کی بنا پر ہی ایک قدیم ترین مسلم تاجر حضرت عبدالرحمن زہری رضی اللہ عنہ نے مکی عہد کے اواخر میں ایک دشمنِ اسلام مگر اپنے تجارتی شریک و قدیم دوست امیہ بن خلف جمحی سے باقاعدہ ایک تحریری معاہدۂ جوار و تحفظ کیا تھا، جس پر فریقین نے بعد ہجرتِ مدینہ بھی عمل کیا، جیسے دوسرے اکابرِ مدینہ نے اپنے مکی رفیق و صدیق اور شریک و ندیم کے ساتھ معاملہ کیا تھا۔ اسلامی شریعت کی اسی امدادِ باہمی کی حکمتِ عملی نے ایک مسلم و ایک کافر کے درمیان تجارتی اور سماجی جوار کو زندگی بخشی تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خالص تعاون علی الخیر اور امدادِ باہمی کا جذبہ تھا جس نے حلف الفضول ۲۸؎ میں شرکت کرنے اور اس کا نفاذ کرنے کا یارا بخشا تھا۔ آپ ﷺ نے اسی کے دفعات کے زیر اثر مکی دور میں کئی بیرونی تاجروں کو بعض بڑے بڑے اکابرِ قریش سے ان کے حقوق دلوائے تھے، کیونکہ وہ بے چارے آفاقی تاجر تھے اور تجارتی تحفظ و جوار

کے دفاعی ہتھیار سے محروم تھے، حالانکہ وہ بھی قریشی اکابر کے ہم مذہب اور اسلام سے ناآشنا تھے۔ حلف الفضول کی اسی اجتماعی صالحیت اور خیرِ کل اور امدادِ بیکراں کے پہلو کے سبب آپؐ اسلامی نظام کے قیام کے بعد بھی اس جیسے معاہدہ میں شرکت کے لیے تیار رہتے تھے۔ ۲۹ نبوی مکی اسوہ، اسلامی شریعت اور دینِ حنیفی کی صالح روایات نے مل کر تحفظ و جوار کا ایک انسانی نظامِ تحفظ بر پا کیا تھا۔ تجارتی جوار و تحفظ اور معاہدہ کی روایت اس خیرِ کل کے صرف ایک پہلو کی نمائندگی کرتی ہے۔

حواشی ومراجع

۱۔ سورۂ ایلاف: ۱-۲، ملاحظہ کیجیے کتب تفسیر بالخصوص طبری کی تفسیر اور ابن کثیر کی تفسیر میں ان کی تفسیری روایات۔

۲۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام، (السیرۃ النبویۃ، مکتبۃ المورد، قاہرہ ۲۰۰۶ئ)؛ بلاذری، (انساب الاشراف، تحقیق یوسف مرعشلی، بیروت ۲۰۰۸ئ ص۹۱ ومابعد؛ تحقیق ڈاکٹر محمد حمیداللہ، قاہرہ ۱۹۵۹ئ)؛ ابن سعد، (الطبقات الکبریٰ) وغیرہ نے نسبِ عرب بالخصوص نسبِ نبوی اور بعد میں سیرت نبوی کے حوالے سے جاہلی عربوں کی تجارتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے۔ جدید سیرت نگاروں نے ان ہی کا طریق روایت قبول کیا ہے اور تجزیاتی اور موضوعاتی بحث ومباحثے سے گریز کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، معارف، اعظم گڑھ ۱۹۸۳ئ، ۱/ ۱۶۳-۱۶۶ ومابعد

۳۔ ملاحظہ کیجیے مذکورہ بالا مآخذ وثانوی مطالعاتِ سیرت۔ بحث آگے آتی ہے۔

۴۔ مثلاً شبلی (۱/ ۱۶۵-۱۶۶) کا بیان ہے کہ ۔۔۔ تجارت کو نہایت ترقی دی، قیصر روم سے خط وکتابت کر کے فرمان لکھوایا کہ قریش جب اس کے ملک میں اسباب تجارت لے کر جائیں تو ان سے کوئی ٹیکس نہ لیا جائے۔ حبش کے بادشاہ نجاشی سے بھی اسی قسم کا فرمان حاصل کیا۔" اسی کے بعد یمن میں جاڑوں کے سفر کا اور گرمیوں میں شام اور ایشیائے کوچک تک تجارت کرنے کے لیے جانے کا ذکر کیا ہے اور طبقات ابن سعد جلد ۱، صفحہ ۴۱ کا حوالہ

حاشیہ پر دیا ہے۔ اور امالی ابوعلی قالی کے عمومی حوالے سے لکھا ہے کہ ''ہاشم نے مختلف قبائل میں دورہ کر کے قبائل سے یہ معاہدہ کیا کہ قریش کے کاروان تجارت کو ضرر نہ پہنچائیں گے، جس کے صلہ میں کاروان قریش ان قبائل میں ان کی ضرورت کی چیزیں خود لے کر جائے گا اور ان سے خرید و فروخت کرے گا۔ یہ سبب تھا کہ عرب میں باوجود عام لوٹ مار کے قریش کا قافلۂ تجارت ہمیشہ محفوظ رہتا تھا''۔ شبلی نے تمام قریشی تجارت کی ترقی اور حفاظت کا شرف صرف جناب ہاشم کو دے دیا ہے، حالانکہ وہ ان کی ذاتی تجارت کا معاملہ تھا۔

۵۔ ابن اسحاق، ۱/۹۵، ''**وکان هاشم فیما یزعمون اول من سنّ الرحلتین لقریش، رحلتی الشتاء والصیف**''۔ دوسروں نے مزعومہ کو واقعہ بنایا ہے، جیسے بلاذری، ص۱۴۸: **وکان هاشم بن عبد مناف صاحب ایلاف قریش الرحلتین واول من سنّهما** الخ۔ اس پر بحث آگے آتی ہے۔

۶۔ بلاذری، ص۱۶۱-۱۶۲: **کان هاشم بن عبد مناف یختلف الی الشام فی التجارة فاذا مرّ بیثرب نزل علی عمرو بن زید بن لبید، وکان صدیقاً لابیه، ولّه فزل فی سفرة من سفراته وقد انصرف من متجره وفرأی ابنته سلمیٰ بنت عمرو، فأعجبته... فخطبها فانکحه ایاها...**''

جناب ہاشم اپنی یثربی بیوی سلمیٰ کو مکہ مکرمہ لے آئے تھے اور جب ان کے وضع حمل کا زمانہ آیا تو انھیں شرط کے مطابق یثرب ان کے والد کے مکان میں چھوڑا اور خود شام کو اپنی تجارت کے لیے چلے گئے اور وہیں غزہ شہر فلسطین میں ان کا انتقال ہوا۔

۷۔ بلاذری، ص ۱۴۸-۱۴۹، حدیث الایلاف کی سرخی کے تحت۔ یہی دوسرے مآخذ کا بھی بیان ہے۔ بلاذری نے مطلب بن عبد مناف کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحاق/ ابن ہشام، ۱/۴۶ میں ابن ہشام کی تفسیر ایلاف سے پتہ چلتا ہے کہ شامی تجارت کے دونوں گرمی اور سردی کے اسفار قریش ہوتے تھے، **ایلاف قریش: إلفهم الخروج الی الشام فی تجارتهم، وکانت لهم خرجتان، خرجة فی الشتائ، وخرجة فی الصیف، اخبرنی أبوزید الانصاری** الخ''

۸۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام، ۱/ ۴۶، ۵۶، ۸۱ وغیرہ

۹۔ بغدادی، کتاب المنمق، حیدرآباد دکن، ۱۹۶۴ئ ص ۲۷۔۲۸، ۵۵۔۵۹ء؛ کتاب المحبر، حیدرآباد دکن، ۱۹۴۲ئ ص ۱۷۳۔۱۷۸؛ نیز ابن سعد، ۱/ ۸۷؛ بلاذری، انساب الاشراف، ۱/ ۷۲

حرب بن امیہ اموی قیادہ کے منصب دار ہونے کے سبب افواج قریش کے سالارِ اعلیٰ تھے اور حرب فجار ان ہی کی قیادت میں ہوئی تھی۔ عبدالمطلب ہاشمی رفادہ وسقایہ دونوں کے منصب دار تھے۔ اسی وجہ سے ان کو دینی وجاہت حاصل تھی کہ یہ دونوں مناصب حجاج سے متعلق تھے۔ یہ مناصب موروثی طور سے قریش کے بطون/ خاندانوں میں ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے تھے۔ مزید بحث وتفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب: نبو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، طبع علی گڑھ ۲۰۰۱ئ ص ۱۱۔ ۲۳ ومابعد۔

۱۰۔ بلاذری (ص ۱۸۲ ومابعد) کی روایت ہے کہ عبدالمطلب ہاشمی کے جوار میں ایک کارگزار یہودی تاجر اُذینہ نامی تھا، جو اپنے اموال تجارت کے ساتھ تہامہ کے بازاروں میں کاروبار کرتا تھا۔ یہ تجارت حرب اموی کو سخت ناپسند تھی، لہٰذا اس 'جار تاجر' کو حرب اموی نے قتل کرا دیا۔ عبدالمطلب ہاشمی نے اپنے ندیم وعزیز حرب اموی سے اس کی دیت طلب کی، جس کا اس نے انکار کیا۔ نوبت منافرہ تک پہنچی اور نفیل بن عبدالعزیٰ جیسے قریشی صاحب وجاہت منصف نے حرب کے خلاف فیصلہ کر دیا اور عبدالمطلب ہاشمی نے اپنے ندیم وعزیز کی ہٹ دھرمی پر تجارتی معاہدہ منسوخ کر دیا۔

منافرہ کی روایت بھی عرب جاہلی کی ایک اہم سماجی روایت تھی، جس پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ اسی طرح شیخ عبداللہ بن جدعان تیمی پر ایک تحقیقی مطالعہ کی ضرورت ہے۔

۱۱۔ کتاب خاکسار مذکورہ بالا کے اولین دو ابواب، جن کے خاص ماخذ ہیں: کتاب المنمّق، ۵۶ء؛ کتاب المحبر، ص ۱۷۴، ۱۷۷؛ ابوالفرج اصفہانی، کتاب الاغانی، طبع لائیڈن، ۱۹۰۰ئ، ۶/ ۱۹۵؛ بلاذری، ۵/ ۳۹ (یروشلم، ۱۹۳۶ئ)

۱۲۔ شبلی (۱/ ۱۹۸) نے صرف ایک شریک تجارت قیس بن سائب مخزومی کا ذکر استیعاب واصابہ میں ان کے خاکوں کے حوالے سے کیا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور

عالم، دہلی، ۱۹۸۹ئ، ۲/ ۱۱۸-۱۱۹ بحوالہ استیعاب، مسند احمد، ابوداؤد؛ ابن اسحاق/ ابن ہشام (۲/ ۲۲۷) نے السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نسب بتایا ہے اور ابن ہشام نے ان کو 'شریک رسول اللہ ﷺ قرار دے کر ایک حدیث نبوی نقل کی ہے: ''نعم الشریک السائب، لایشاری ولا یماری''۔ وہ بعد میں اسلام لے آئے تھے۔

۱۳۔ یہ بھی قریشی سماجی روایات میں سے ایک اہم ترین روایت تھی۔ وہ معاہدہ کے فریقوں کے اعلان کے علاوہ قریشی اکابر کی توثیق وتحفظ کی بھی ضمانت دیتی تھی۔ عہد جاہلی اور عہد مکی میں اس روایت پر خوب عمل ہوتا رہا اور مکی عہد اور تاریخ اسلام کے متعدد واقعات میں اس کا ذکر آتا ہے۔ مجالسِ قریش/ اندیہ کا ذکر قرآن وحدیث اور روایات سیرت میں کثرت سے آیا ہے۔ ان پر ایک عمدہ تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔

۱۴۔ ملاحظہ کیجیے 'بنوہاشم اور بنوامیہ کے معاشرتی تعلقات' کے مذکورہ بالا ابواب اور ان کے حواشی اور مآخذ۔

۱۵۔ مودودی، ۲/ ۱۱۸-۱۱۹ بحوالہ مآخذ مذکورہ۔ موخرالذکر کے لیے ملاحظہ کیجیے سنن ابی ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی العدۃ

۱۶۔ بحث کے لیے دو مطالعاتِ خاکسار ملاحظہ ہوں: (۱) عہد نبوی میں قریش وثقیف کے تعلقات (کتاب زیر طبع) (۲) مکہ و مدینہ کے تعلقات، مقالہ، شائع شدہ در سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، جولائی-ستمبر ۲۰۰۲ء

۱۷۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، طبع قاہرہ ۱۹۳۲ئ، ۲/ ۲۲۱-۲۲۷ اور دیگر صفحات۔ حافظ موصوف نے زبیر بن بکّار کی نسب قریش، طبرانی، سہیلی، بیہقی وغیرہ سے متعدد روایات نقل کی ہیں، جو ان دونوں کے سماجی، ازدواجی اور تجارتی تعلقات ومعاہدات کا ذکر کرتی ہیں۔ بحث کے لیے ملاحظہ کیجیے کتابِ خاکسار 'عہد نبوی میں تجارت' (زیر طبع)

۱۸۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام، ۲/ ۶۲ ومابعد۔ اس واقعہ میں حضرت سہیل بن عمرو عامری ؓ کا کردار بہت اہم ہے۔ مکی عہد میں خاص طور سے ان کی سیرت وکردار پر ایک تحقیقی مطالعہ